بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی دعویٰ مجدد و مہدی اور مسیح کا جائزہ

مؤلف:

جناب عبدالستار انصاری صاحب

اِنتساب

حضرت علامہ، شیخ القرآن، ابو الحقائق
پیر محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی چشتی، نظامی نور اللہ مرقدہٗ

کے نام!

○ —— جن کے زورِ خطابت نے باطل کی گردنیں خم کر دیں۔
○ —— جن کے حُسنِ بیان سے دُنیائے رُوحانیت کا گوشہ گوشہ منور ہوا۔
○ —— جن کی تبلیغی مساعی نے بد عقیدگی اور آوارگی کے طوفانوں کا رُخ موڑ دیا۔
○ —— جن کے علم و عمل کی صداقتوں نے ایوانِ باطل میں تہلکہ مچا دیا

اور

○ —— جن کی نگاہِ کرم سے اس ناچیز کو یہ کتابچہ مرتب کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

خادم آستانہ عالیہ شیخ القرآن
عبد الستار انصاری حافظ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند ماہ قبل مقامی گورنمنٹ ہسپتال میں زیرِ علاج ایک مریض کے ذریعہ جیبی سائز کا ایک پمفلٹ "چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے"؟ کے عنوان سے جو حافظ آباد کے مرزائی کارکنوں نے ہسپتال میں خفیہ طور پر تقسیم کیا تھا ملا۔

اسے محمد اعظم اکسیر نے تحریر کیا اور یہ احمد اکیڈمی ربوہ کی جانب سے ناشر جمال الدین انجم کے زیرِ اہتمام محمد محسن لاہور آرٹ پریس لاہور سے شائع ہوا ہے۔ جس میں اوّل مرزائی مصنف نے ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۴۱، مشکوٰۃ ص ۳۶ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ "خدا اس امت میں ہر صدی کے سر پر مجدد دین بھیجتا رہے گا"۔

دوم سنہ ۱۲۹۱ھ میں شائع ہونے والی ایک غیر معروف اور گمنام مصنف کی کتاب "حجج الکرامہ" میں مذکورہ حدیث کے تحت آنے والے تیرہ صدیوں کے مجددین کی تفصیل پیش کی ہے۔

سوم: تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست لکھ کر ۱۴ ویں صدی کے مجدد کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ کہاں ہے؟

چہارم: "مجددِ عصر کا اعلان" کے تحت لکھتے ہیں "فرمودۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عین وقت پر مرزا غلام احمد قادیانی بانی

جماعت احمدیہ نے اعلان فرمایا۔

"جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا۔ اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تُو اس صدی کا مجدد ہے۔ (کتاب البریہ ص ۱۶۸ حاشیہ)

آخر پر خدارا سوچئیے! کے تحت لکھتے ہیں کہ "۸، نومبر ۱۹۸۰ء کو چودھویں صدی ختم ہو چکی ہے۔ سوچئیے اور سوچ کر بتائیے کہ فرمودۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد و مسیح و مہدی کہاں ہے۔

مرزائی مصنف نے اس مختصر تحریر میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ حالانکہ جہاں یہ کوشش اور جسارت ملّتِ اسلامیہ کے اجتماعی عقیدہ کی توہین ہے۔ وہاں ۷۴ء میں قومی اسمبلی کے پاس کردہ ترمیمی قانون کی کھلی توہین اور باغیانہ جرأت بھی ہے۔

مصنف کے تحریر کردہ الہام سے بقول مرزا قادیانی اللہ کی طرف سے صرف مجدد ہونے کی خبر دی گئی تو مرزا غلام احمد نے "کھڑے ہونے کی جگہ مِل جائے تو بیٹھنے کی جگہ خود بنا لوں گا،، کے مِصداق مجدد کے ساتھ نبوت کا فرانہ دعویٰ کر دیا۔

بات مجدد تک رہتی تو شاید امتِ مسلمہ میں اتنے جوش و خروش کا مظاہرہ دیکھنے میں نہ آتا۔ لیکن قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے قرآن پاک اور ارشادات

نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ اُمت کا انکار کر کے صریح کفر اختیار کیا تو پھر جب مسلمان ہی نہ رہا تو مجدد۔ محدث اور ولی کیسا؟ اور دعوئ نبوت جو تقریباً ۱۹۰۰ء کے بعد کیا گیا۔ اس سے پہلے خود مرزا غلام احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرنیوالے کو کافر اور مسلیمہ کذاب کا بھائی لکھتا رہا۔ جبکہ بقول قادیانی کذاب کے وحی کا آغاز ۱۸۶۶ء میں سیالکوٹ ملازمت کے دوران شروع ہوچکا تھا۔ وحی والہام جو بقول مرزا کے اللہ کی طرف سے ہوا تو ۱۹۰۰ء تک ہوئی ۳۴ سال موسلا دھار بارش کی طرح وحی کرنے والے نے بھی مرزا صاحب کو آگاہ نہ کیا کہ آگے چل کر تو خود اپنے تحریر کردہ احکام کے جال میں پھنس جائیگا۔ واقعتاً "دروغ گو حافظہ نباشد" کے مصداق ۱۹۰۲ء تک جسے یہ خود ساختہ حاملِ وحی اور الہام کا دعویدار کفر سمجھتا رہا اُسے اسلام سمجھنے لگ گیا۔ طے شدہ بات ہے کفر بہرحال کفر ہی رہتا ہے کسی کے سمجھنے سے اسلام نہیں بنتا۔ فرعون ونمرود کو کچھ بدنصیب اگر الٰہ سمجھ بیٹھیں تو وہ الٰہ نہیں بنیں گے۔ صرف سمجھنے والے کافر ہوتے۔ زہر زہر ہے اُسکو تریاق کہہ دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلتی۔ ازاں بعد دعوئ نبوت و رسالت میں بھی کیا آیات قرآنی کو اپنے متعلق چسپاں کرنے کی کوشش کی گئی۔ نہ ماننے والوں کو کافر وغیرہ لکھا گیا۔

غیر احمدیوں کے بچوں تک کے جنازے پڑھنے حرام قرار دیئے گئے بلکہ خود مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ نہ پڑھا اس لیے کہ اس عکرمہ رضی اللہ عنہ جیسے خوش نصیب نے ابو جہل جیسے باپ کو نہیں مانا تھا۔ اور مشہور بات ہے

کہ ظفر اللہ نے باوجود پاکستان کے وزیر خارجہ ہونے کے بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت نہیں کی بلکہ علیحدہ کھڑا رہا اور پوچھنے پر صاف صاف کہہ دیا کہ مسلمان حکومت کا کافر وزیر مجھے سمجھ لو یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر مجھے سمجھ لو۔

میں نے ایک پمفلٹ ۱۹۷۴ء میں حافظ آباد کے ایک منتخب ممبر قومی اسمبلی کے لیے لکھا تھا۔ تاکہ اسمبلی میں اسلامیان علاقہ حافظ آباد کی نمائندگی کرتے ہوئے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کرے۔ اس مختصر پمفلٹ میں تصویر کے دونوں رُخ دکھائے گئے۔ مرزا پہلے کیا کہتا رہا اور بعد میں ہندو اور انگریز کی شہ پر کیا کچھ کر گذرا۔

مفادِ عامہ کے پیشِ نظر اُسے بھی شائع کر رہا ہوں۔ کہ عوام الناس خود مطالعہ کریں۔ اور سمجھیں کہ چودھویں صدی کا قادیانی دجال کذاب یا صیاد کس بُری طرح اپنے تیار کردہ دام میں اُلجھ کر پھڑ پھڑا رہا ہے۔

بعثتِ مجدّد کی خبر

حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم سے راوی ہیں۔ فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (مشکوٰۃ شریف)

بے شک اللہ تعالیٰ اس اُمّت کیلیے ہر صدی کے ختم پر ایسا شخص بھیجے گا جو اُمّت

کے لیے اس کا دین تازہ کرے گا ۔

حدیث تجدید کی شرح اور مجددیت کی حقیقت

حاشیہ از مفتی غلام سرور صاحب قادری رضوی ایم ۔ اے اسلامک یونیورسٹی بہاولپور

یعنی جب علم و سنت میں کمی اور جہل و بدعت میں زیادتی ہونے لگے گی تو اللہ تعالےٰ اس صدی کے ختم یا شروع پر ایسا شخص پیدا کرے گا ۔ جو سنت و بدعت میں امتیازی شان پیدا کرے گا ۔ علم کو زیادہ اور اہل علم کی عزت کرے گا ۔ بدعت کا قلع قمع کرے گا ۔ اور اہل بدعت کی شوکت توڑ دے گا ۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا ۔ سربکف ہو کر دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے گاڑے گا ۔

شیخ ابو زہرہ مصری نے اپنی کتاب (اسلامی مذاہب) میں قادیانی عنوان کے تحت لکھا ہے کہ :۔

رہا مرزا صاحب کا مجدد والی حدیث سے تمسک ! تو اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ مجددین سابقین نے نہ نبوت کا دعوےٰ کیا اور نہ معجزات کا ۔ پھر مرزا ایک مستثنیٰ شخصیت کیونکر ہو سکتے ہیں ۔

مرزا صاحب کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں ۔

(اسلامی مذاہب ص ۳۰۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

شانِ مجدّد

اللہ تعالیٰ نے جہاں امتِ محمدیہ پر اپنی ہر نعمت تمام کردی اور دینِ حنیف کو مکمل فرمادیا۔ وہاں نبوت کا سلسلۂ عالیہ بھی سرورِ کائنات حضور سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنار پر ختم کردیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اصلاحِ خلق اور نفاذ و اجرائے احکامِ شرعیہ کا مقدس فرض علمار و صلحاءِ امت بجالاتے رہے۔

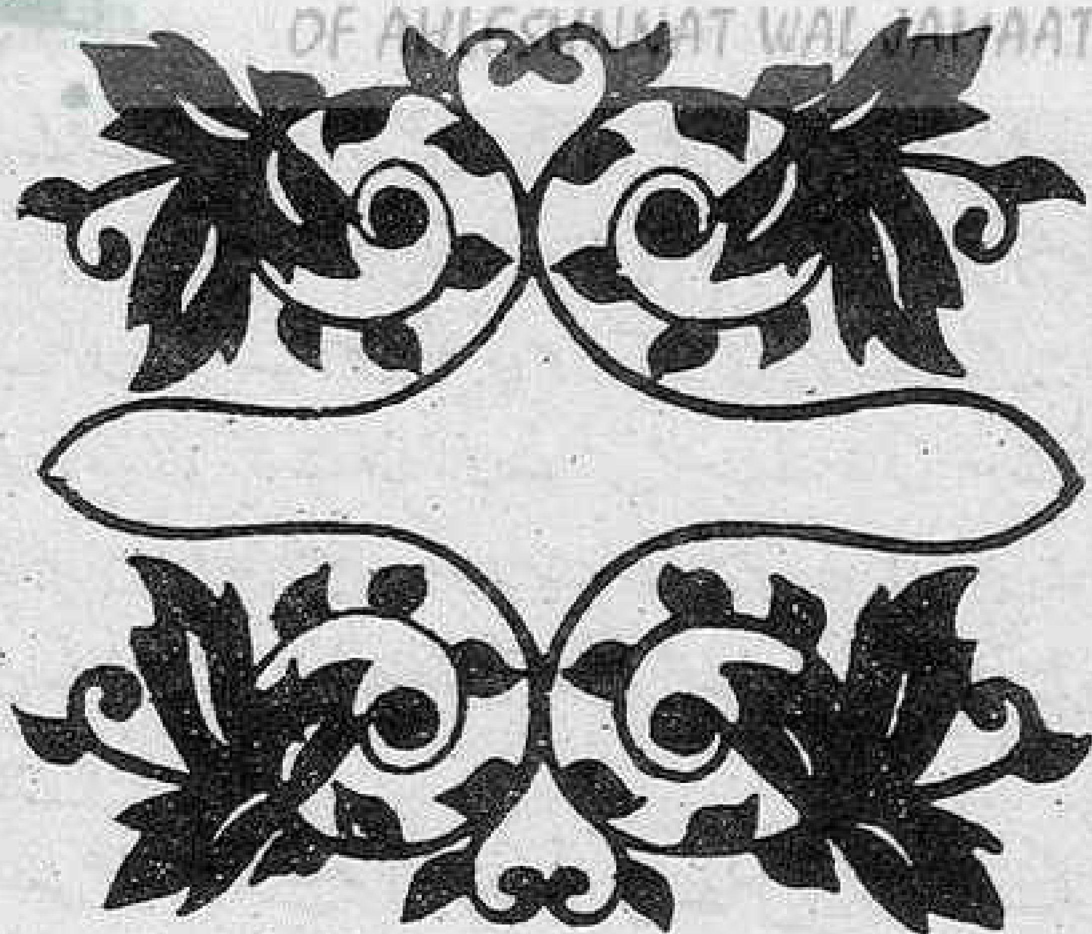
ہر دور میں کاملین کی ایک جماعت سرگرم عمل رہی ہے۔ جو صداقت عزم عشقِ دین اور پاکیزگیٔ قلب کے اعتبار سے عامۃ الناس میں ممتاز رہی ہے۔ ایسے افراد کا ظہور حالات کی نزاکت اور ضروریاتِ زمانہ کے مطابق ہوتا ہے۔

امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد احسانوں میں سے ایک بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے دین کے احیار و اجرار کی خاطر دنیا کو کسی دور میں بھی اپنے "عِبادِیَ الشَّکور" سے خالی نہیں رہنے دیا۔ تطہیر و تعمیرِ فکر، اصلاحِ احوال، تجدیدِ دین۔ تہذیب و تنظیم۔ دعوت وارشاد۔ تفقہ و اجتہاد۔ تذکر و تزکیہ۔ تنقید و تنقیح۔ حفظِ وراثت و نبوت۔ جہاد بالسیف واللسان والقلم۔ قیامِ حق و ہدایت فی الارض والامت کے لحاظ سے ان کے کارنامے جو انہوں نے اپنے عہد میں سرانجام دیئے۔ ناقابلِ

فراموش ہیں۔

ایسے ہی کاملین میں بطورِ خاص قابلِ ذکر شخصیت "مجدّد" کی ہے۔ مجدّد اپنے فکرِ صحیح کے ساتھ ساتھ اسلامی اخلاق کا اہل نمونہ ہوتا ہے۔ وہ ایک بے باک مبصر۔ مجسمۂ ایثار اور آئینۂ اسلام ہوتا ہے۔ اور حق و باطل میں ذرہ بھر آمیزش اور کسی قسم کی مصالحت روا نہیں رکھتا۔ فوز و فلاح کے جتنے کچھ انعامات اُمّت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اُسی کے وسیلہ سے ہوتے ہیں۔ جیساکہ خود شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

مجدّد آں است کہ ہر چہ درآں مُدّت از فیوض برائے اُمّت رسد بہ توسّط او رسد اگرچہ اقطاب و اوتاد دراں وقت باشند۔



مُجدّدیّت کی حقیقت

اللہ تعالےٰ نے بنی نوع اِنسان پر جو گوناگوں احسانات فرمائے ہیں۔ اِن میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لیے اور اپنے قرب و رضا اور جنت کا ان کو مستحق بنانے کے لیے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا اِنسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک یہ سلسلہ ہزاروں سال جاری رہا۔ اور انسانوں کی روحانی استعداد فطری طور پر بھی اور انبیاء علیہم السّلام کی مسلسل تعلیم و تربیت کے ذریعہ بھی برابر ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اب سے کوئی چودہ سو سال پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گویا بالغ ہوگئی۔ تو حکمتِ الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرما دیا جائے۔ جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسے نبی و رسول کے ذریعہ اس ہدایت اور اس دین کو بھیجا جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو اور پھر اسی پر نبوت کے اس سلسلہ کو کو ختم کر دیا جائے۔ حکمتِ خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النّبیین بنا کر ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ بھیجے ہوئے مقدس صحیفہ قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری سے قبل پوری انسانیت کو اٹھے کچھے

کرنے کے لیے صرف اور صرف توحید باری تعالیٰ مرکزی نقطہ اور نعرہ تھا
کیونکہ نبوت کسی نبی کی بھی عالمگیر نہیں تھی۔ ہر نبی ایک مخصوص علاقہ یا گروہ
قبیلہ کے لیے ہادی بنائے گئے تھے۔ اور ان سب میں ایک قدرے مشترک
اور مرکزیت ہے تو وہ توحید باری تعالیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے کلمہ پر ہے اور سید
کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا سارے جہانوں کے لیے رسول و ہادی بن کر تشریف لانا
تمام عالمین کے لیے رحمت بن کر آنا۔ سب کو ڈر سنانے والا اور مبشر بن کے
سب کی طرف تشریف لانا۔ گویا اب ساری کائنات کے اتحاد کیلئے رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کو عالمگیر شانوں کے ساتھ رسول اور نبی ماننا بلکہ خاتم النبیین ماننا
ازحد ضروری ہے۔ آپ تاریخ عالم کا مطالعہ کریں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی بعثت سے قبل جتنے کذاب ہوئے سب نے اللہ۔ رب ہونے کا دعویٰ کیا۔
کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ دعویٰ نبوت سے اہل اسلام کی مرکزیت متاثر نہیں ہوتی اور
دشمن کا ہدف ہمیشہ مرکز و محور ہوتا ہے۔ تبھی تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے زمانہ مبارک سے شروع ہو کر یعنی مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی تک جس
کذاب نے بھی کافرانہ دعوے کیا الوہیت کے بجائے دعویٰ نبوت کیا۔
دشمن ہمیشہ مرکز شکن ضرب لگانے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں۔ میرے
نزدیک نمرود۔ شداد فرعون جیسے کافروں کا دعوائے الوہیت جتنا سنگین مرکز
توڑ اور کافرانہ ہے اُسی طرح مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک یا اس
کے بعد جتنے کذاب دعویٰ نبوت کریں۔ اُن کا دعویٰ نبوت بھی فرعون و
شداد سے کم کافرانہ کسی صورت بھی نہیں۔

حفاظتِ دین کا فطری اور قدرتی انتظام

چونکہ یہ دین قیامت تک کے لیے اور دنیا کی ساری قوموں کے لیے آیا۔ اور مختلف انقلابات سے اس کو گزرنا اور دنیا کی ساری قوموں اور ملتوں کی تہذیبوں سے اس کا واسطہ پڑنا تھا۔ اور ہر مزاج و قماش کے لوگوں کو اس میں آنا تھا۔ اِسلیے قدرتی طور پر ناگزیر تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی آسمانی تعلیم و ہدایت میں طرح طرح تحریفیں اور آمیزشیں ہوئیں۔ اور عقائدِ و اعمال کی بدعتوں نے ان میں جگہ پائی۔ اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی اس آخری ہدائت و تعلیم میں بھی تحریف و تبدیل کی کوششیں کیجائیں۔ اور فاسد مزاج عناصر اسکو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لیے حقائقِ دینیہ کی غلط تاویلیں کریں۔ اور سادہ لوح عوام ان کے دجل و تلبیس کا شکار ہوں۔ اور اس طرح یہ امت بھی عقائدِ و اعمال کی بھول بھلیوں میں بھٹک جاتے۔ اس لیے سلسلۂ نبوت ختم ہو جانے کے ساتھ ہی اِس دین کی حفاظت کے لیے ایک خاص انتظام کر دیا گیا۔

کہ اللہ عز و جل نے خود قرآن پاک میں اعلان فرما کر کہ :-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ کے مطابق اس کامل و اکمل دین کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ اور اس باطنی نظام کے ساتھ ظاہری نظام کا بھی اہتمام فرمایا کہ ہر دور میں کچھ ایسے بندگان پیدا ہوتے رہیں جنکو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فہم و بصیرت عطا ہو جس کی وجہ سے اسلام اور غیر اسلام۔ سُنّت و بدعت کے درمیان امتیازی لکیر کھینچ سکیں۔ اور اس کے ساتھ دین کی حفاظت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے دلوں میں ڈالا جائے۔ اور اس راہ میں ایسی عزیمت بھی اُن کو عطا فرمائی جائے کہ ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں۔ اور دینِ حق کے چشمۂ صافی میں الحاد و گمراہی کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں۔ اور امت کے عقائد و اعمال میں جب کوئی فساد پیدا ہو یا غفلت اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک وفادار جاں نثار لشکری کی طرح وہ اس کی بیخ کنی کے لیے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جدّوجہد کریں۔ اور کوئی لالچ نہ کوئی خوف ان کے قدم رُک سکے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے اس ضرورت کا بھی اہتمام فرمایا۔ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر حکمتِ الٰہی کے اس فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ:۔

اللہ تعالےٰ میری امت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل و امین اور محافظ ہوں گے۔ وہ اہلِ افراط و تفریط کی تحریفات سے دین کو محفوظ رکھیں گے۔ اور اس آخری دین کو بالکل اصلی شکل میں امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے۔ اس کام کا اصطلاحی عنوان تجدید دین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے

جن بندوں سے یہ کام لے وہی مجددین ہیں۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں۔ لہٰذا آپ کی شریعت کے قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات بھی قدرتِ کاملہ کی طرف سے بیش از بیش کیے گئے۔ اور اُمت کو ان انتظامات سے بطورِ پیشگوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا گیا۔ بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیثِ صحیحہ میں۔ چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہیں انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کا تذکرہ احادیثِ صحیحہ میں ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایک صدی میں ایک مجدد ہوتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح نہیں۔ مجدد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کو اپنے مجدد ہونے کا علم ہو۔

اللہ تعالیٰ بعض وقت اپنے کسی بندہ کو مصلحت عامہ کے لیے مخصوص کر لیتا ہے۔ (اور اسی کے ذریعہ فائدہ پہنچاتا ہے) مجدد کی سب سے بڑی پہچان اس کے کارنامے ہیں۔ حمایتِ دین اور اقامتِ سُنت اور ازالۂ بدعت اس کی خاص شان ہوتی ہے۔ غیر معمولی کوشش اس سے ظہور میں آتی ہے۔ اور اس کی کوشش کا غیر معمولی نتیجہ یعنی توقع سے بہت زائد نکلتا ہے۔

تعمیم تجدید

محققین کا کہنا ہے کہ امر تجدید علماء، فقہاء اور مجتہدین سے ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ بادشاہانِ اسلام۔ قراء، محدثین۔ زاہد۔ عابد۔ واعظ نحو و صرف۔

تاریخ وسیرت کے علماء۔ سخی اور دولت مند بھی اس میں شامل ہیں۔ جو مال و دولت لٹا کر علماء کرام و مجتہدین عظام سے دین کے تجدید طلب امور کو تازہ کراتے ہیں۔ اور یہ امر کسی ایک فرقہ سے بھی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ حنفی مذہب ہو یا مالکی۔ شافعی ہو یا حنبلی۔ ہر مذہب میں مجدد پیدا ہوتے چلے آتے ہیں۔ ہاں کچھ اکابر ایسے ہیں جنہوں نے صرف اپنے ہی ہم مسلک مجددین کی فہرست معرض تحریر میں رکھی ہے۔ جس سے دوسروں کی نفی مقصود نہیں۔

حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ایک سو سال کے بعد دوسری صدی شروع ہو جاتی ہے۔ جس میں پہلی صدی کا کوئی شخص زندہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اس اُمت میں سو سال سے زائد عمر شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ البتہ دین و شریعت مطہرہ نے ہمیشہ رہنا ہے۔ اس کے احکام کو گردش گردوں اور تغیرات زمانہ متاثر نہیں کر سکتے۔ وہ جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں۔ ہاں ان کی افہام تفہیم اور جان پہچان والی شخصیتیں راہی عدم ہو جاتی ہیں اور دین کی دھوم مچانے والے حضرات موت العالِم موت العالَم کے مطابق دنیا کو سونا اور بے رونق کر کے ملکِ بقاء کو رخصت ہو جاتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے افکار شریعت کے احکام سے ناواقف اور ان کے اذہان اس کی حکمتوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہی چیز دین سے ان کی لاابالی اور شریعت پاک سے بے رغبتی کا باعث ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسائل اور ضروریات ایسے مہجور ہو کر رہ جاتے ہیں جیسے ایک پرانی چیز کو ناقابلِ استعمال گردان کر اس سے نظرِ التفات ہٹالی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ ایسی شخصیتیں جن کا ظاہر شریعت

کے احکام اور باطنِ طریقت کے اسرار سے آراستہ ہوتا ہے۔ بھیج کر۔ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ کہ ہم اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں) کا کرشمہ ظہور میں لاتے ہیں۔ اور اُن سے خدمتِ دین لیتا ہے۔ اور ان میں جذبۂ احیاء سُنت ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے کہ وہ گمراہی کے بڑے بڑے طوفانوں سے ٹکر لینے سے گریز نہیں کرتے اور ہر طرح کے کیل کانٹے عبور کر کے خدمتِ دین کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

یہ بات زبان زدِ عام ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد مبعوث ہوتا ہے۔ مگر بہ نظرِ تحقیق جو مترشح ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بیک وقت کئی ایک مجدد ہو سکتے ہیں بلکہ ہوتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ عنقریب قارئین کرام کچھ مجددین حضرات سے شرفِ تعارف بھی حاصل فرمائیں گے۔

سُبحان اللہ ــــــ اللہ والوں کی مبارک زندگی باشندگانِ جہان کے لیے ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔ جن کے وسیلۂ جلیلہ سے مصیبتیں ٹلتی اور مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ اور ان کے وجود باجود کی برکتوں سے وہ عقدے ایک چٹکی سے حل ہو جاتے ہیں۔ جنہیں نہ کسی کا ناخنِ تدبیر کھول نہ ترازوئے عقل تول سکے۔ وہ پاک شخصیتیں اپنی صورت و سیرت۔ رفتار۔ گفتار۔ روش اور ادا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور صفاتِ قدسیہ کی مظہر ہوتی ہیں۔ وہ جہاں اسرارِ شریعت کی حامل ہوتی ہیں۔ وہاں رموزِ طریقت کی امین بھی۔

قدرتِ خداوندی نے ہر قرن میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں۔ جن کا کام ہر

خطرہ سے نڈر ہو کر راہِ حق کے اِن نشانات کو بے غبار کر دکھاتا ہے۔ جو اہل زمانہ کے افراط و تفریط کی تیز اور تند لہروں سے پامال ہو جاتے ہیں۔

بلکہ ہر صدی کا ختم یا آغاز ایسے بیباک حق کے داعیوں کی نوید بعثت کا ضرور حامل ہوتا ہے۔ اور یہ مردانِ خدا ہی ہوتے ہیں۔ جن کی علمی اور عملی جد و جہد اور نگاہ کرم سے عالم کی بہار برقرار ہے۔ اگر اُن کا وجود باجود نہ ہو تو سب کچھ برباد ہو کر رہ جاتے۔

مُجدّدین کے متعلق اہم معلومات

سطور بالا جو کہ سلف صالحین کے بیانات کی روشنی میں تحریر ہو چکی ہیں۔ ان سے جو معلومات مجددین عظام کے متعلق واضح ہوتی ہیں مختصراً پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق کہ اصلاحِ حال اور دین حقہ میں تازگی پیدا کرنے کے لیے ہر صدی میں مجدد پیدا ہوتے رہیں گے۔

۲۔ مجددین ہر صدی کے کسی نہ کسی حصہ میں تجدید کے لیے ضرور ظاہر ہو کر سعی و کوشش فرمائیں گے۔

۳۔ مجددین ہر صدی میں ایک سے زیادہ ہوتے رہے ہیں۔ اور مختلف علاقوں میں بھی ہو سکتے اور ہوتے رہیں گے بلکہ ہوتے رہے ہیں۔

۴۔ مجددین مختلف فقیہہ طبقات یعنی حنفی۔ مالکی۔ شافعی اور حنبلی

گویا ہر طبقہ سے ہوتے رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی یقیناً ایسا ہی ہوگا۔

۵۔ جن مجدد دین پاک کے متعلق آج تک تاریخ نے معلومات فراہم کئے ہیں۔ ان سے روز روشن کی طرح ہو گیا ہے کہ آج تک کسی مجدد نے اپنے مجدد ہونے۔ اپنے متعلق حامل وحی۔ صاحب معجزات اور صاحب رسالت و نبوت ہونے کا دعوے نہیں کیا۔

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز چودھویں صدی کا مجدد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قادیانی کذاب نے دعوائے نبوت کر کے واضح طور پر اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر لیا ہے۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ ہندسہ ایک کے ساتھ جوں جوں صفر زیادہ لگاتے جائیں رقم بڑھتی جائے گی لیکن ایک کا ہندسہ مٹا دینے سے چاہے کتنے بھی صفر ہوں سب بے وقعت ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح ایمان کا ایک نہ ہو تو پھر کوئی عمل بھی حقیقت میں بالکل عمل ہی نہیں۔ کفر ایسی خباثت ہے جو ہر عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ کفر کسی بھی مقام و مرتبہ کے حصول میں بدترین رکاوٹ ہے۔ تو پھر کذاب قادیانی کا دعویٰ مجددیت۔ چہ معنی!



پہلی صدی سے چودھویں صدی تک کے کچھ مُجدّدین کے مُبارک نام

پہلی صدی کے مجدّد

پہلی صدی کے مجدد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال ۱۰۱ھ میں ہوا۔

پہلی صدی کے دوسرے مجدّد امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ ہیں جنکا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔

دوسری صدی کے مجدّد

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ متوفی سنہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۰ھ

امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ عنہ جنکا وصال ۱۸۵ھ میں ہوا۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ متوفی ۱۰۹ھ

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۴ھ

امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ متوفی ۲۰۳ھ

تیسری صدی کے مجدّد

امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی صاحب سُنن رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۰۶ھ

دوم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۴۱ھ

چوتھی صدی کے مجدد

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۱ھ اور امام اسماعیل بن حماد جویری لغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۹۲ھ وامام ابوجعفر بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ و امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۷ھ

پانچویں صدی کے مجدد

امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۳۰ھ امام ابوالحسین احمد بن محمد ابوبکر القدوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۲۸ھ امام علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۲ھ و امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۵ھ۔

چھٹی صدی کے مجدد

امام فخرالدین ابوالفضل عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۰۶ھ و علامہ امام عمر نسفی صاحب العقائد رحمۃ اللہ علیہ وصال ۵۳۷ھ و امام قاضی فخرالدین حسین منصور رحمۃ اللہ علیہ وصال ۵۹۲ھ صاحب فتاویٰ قاضی خان اور حضرت امام ابومحمد حسین بن مسعود فرا رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۱۶ھ

ساتویں صدی کے مجدد

علامہ امام ابوالفضل جمال الدین محمد بن افریقی مصری رحمۃ اللہ علیہ صاحب لسان العرب۔ وصال ۷۱۱ھ اور شیخ المشائخ خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۳۲ھ۔ حضرت خواجہ خواجگان سلطان المشائخ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۳۳ھ۔ امام ابوالحسن عزالدین علی بن محمد معروف ابن اثیر وصال ۶۳۰ھ اور امام اولیاء شیخ اکبر محی الدین محمد معروف ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۳۸ھ۔

آٹھویں صدی کے مجدد امام عارف باللہ تاج الدین بن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۰۷ھ اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۲۵ھ علامہ امام عمر بن مسعود تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۹۲ھ۔

نویں صدی کے مجدد امام حافظ جلال الدین ابو بکر عبد الرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔ امام نور الدین علی بن احمد مصری سمہودی صاحب وفاء الوفاء متوفی ۹۱۱ھ۔ امام محمد بن یوسف کرمانی شارح بخاری متوفی ۷۸۶ھ امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۲ھ۔ علامہ امام سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ۔

دسویں صدی کے مجدد حضرت امام شہاب الدین ابو بکر احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری متوفی ۹۲۳ھ و عارف باللہ امام محمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر سراج منیر متوفی ۹۱۹ھ و علامہ شیخ محمد طاہر محدث پٹنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۸۶ھ

گیارھویں صدی کے مجدد حضرت علامہ امام علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۱۰۱۱ھ و حضرت امام ربانی عارف باللہ جناب شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۴ھ اور حضرت سلطان العارفین محمد باہو رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۰۲ھ

بارھویں صدی کے مجدد حضرت علامہ مولانا امام ابو الحسن محمد بن عبد الہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ۔

حضرت علامہ عارف باللہ امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۴۳ھ
حضرت علامہ شیخ احمد ملا جیون متوفی ۱۱۲۵ھ۔

تیرھویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ امام بحر العلوم عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۶ھ۔
علامہ عارف باللہ شیخ احمد صادی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ علامہ عارف باللہ احمد بن اسمٰعیل طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳۱ھ۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ۔

چودھویں صدی کے مجدد

امام اہلِ سُنّت اعلیٰحضرت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کی وِلادت باسعادت بھارت کے صُوبہ یو۔پی کے شہر بریلی میں ۱۰ رشوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ بوقت ظہر اپنے والدِ ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے علم دین و شریعت کو حضرت مولانا غلام قادر صاحب اور اپنے فاضل مکرّم والد صاحب حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا۔ اور تیرہ برس دس ماہ کی عمر میں حفظِ قرآن پاک سے شروع کر کے صَرف۔ نحو۔ اَدَب۔ حدیث۔ تفسیر۔ کلام۔ اصول معانی و بیان۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ حساب۔ منطق فلسفہ۔ ہیئت وغیرہ وجمیع علوم دینیہ عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۲۔ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سندِ فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیبِ سر فرمائی۔

امام اہلِ سُنّت نے سلوک و طریقت کے علوم امامِ اولیاء سیدنا و مرشدنا شاہ آلِ رسُول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ اور ان کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بعیت ہوئے۔ انہوں نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازت و خلافت بخشی۔ نیز آپ نے حضرت امام اولیاء ابوالحسن نُوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روحانی اور باطنی علوم کا اکتساب کیا۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت و تبلیغ میں صرف کردی اور ہزاروں خوش نصیب و سعید دلِ علم طریقت و شریعت سے منور فرمائے۔

چودھویں صدی کے عظیم مجدد شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۂ قرآن پاک سے شروع کرکے کم و بیش تین ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جن میں ترجمہ قرآن شریف المعروف "کنز الایمان"۔ فتوی رضویہ ہزار ہزار صفحہ کی ۱۲ جلدوں میں مرتب فرمایا۔ "الدولۃ المکیۃ" بزبان عربی ۸/۱ گھنٹہ دوران سفر سعید مکہ مکرمہ میں علم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء پر لکھ کر عرب و عجم کے ہزاروں علماء جن میں موافق و مخالف بھی تھے ورطۂ حیرت میں ڈالدیا۔

مولانا احمد رضا خاںؒ نے اپنی ہزاروں تصنیفات کے ذریعہ ہر مسئلہ خواہ شرعی ہو یا تصوف و روحانیت کا۔ مذہبی ہو یا سیاسی۔ خورد و نوش کا ہو یا زہد و عبادت سے متعلق۔ قرآن و حدیث سے اتنے زبردست دلائل سے روشنی ڈالی ہے کہ دین حقہ کا ہر گوشہ چمک اُٹھا۔ مسلک حق کے چہرہ پر اہلِ ہوس کی ڈالی ہوئی گرد

کچھ اس طرح جھاڑ دی کہ گرد و غبار کے ساتھ ہی اہلِ ہوس بھی بے نشان ہو گئے۔

مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے رجلِ عظیم۔ صاحبِ زبان صاحبِ قلم۔ صاحبِ کردار جنہیں عرب و عجم کے علماءِ عظام نے مجدد مائۃ حاضرہ تسلیم کیا ہے (دیکھیں انوار رضا۔ اعلیحضرت علماء حرمین کی نظر میں) جن کے وصال پر اہلِ ہند کے اپنے تو اپنے مخالفین کے اکابرین نے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان الفاظ سے افسوس کیا کہ آج دنیا علم کا چراغ بجھ گیا اور تحقیق کا آفتاب غروب ہو گیا۔

جن کے متعلق شاعرِ مشرق مفکرِ اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا :-

"ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتوے کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ اور ان کے فتاوی۔ ان کی ذہانت۔ فطانت۔ جودت طبع۔ کمال فقاہت اور علومِ دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔

مولانا جو رائے ایک دفعہ قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاوی میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔

"بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے۔"

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت اور چودھویں صدی کے مجدد ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء نماز جمعہ کے وقت بریلی شریف سے لقاء حق کے لیے اس دنیا فانی کو چھوڑ کر چل دیئے۔

چودھویں صدی کے دوسرے مجدد رحمہم اللہ اجمعین

عزت مآب عالی مرتبت سیدنا و مرشدنا اعلیٰحضرت قبلہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

اعلیٰحضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز یکم رمضان ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۸۵۹ء بروز پیر دار کو گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم کا نسبی تعلق والدین شریفین کی طرف سے آل رسول صلے اللہ علیہ وسلم یا فرزندان رسول صلے اللہ علیہ وسلم طیب و طاہر سلاسل حسنی اور حسینی سے وابستہ ہے۔

حضرت والا نے دینی تعلیم گھر کے پاکیزہ ماحول میں اپنے والد مکرم اور دیگر خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی۔ ازاں بعد تکمیل تعلیم کے لیے حضرت مولانا غلام محی الدین ہزاروی کو مقرر کیا گیا۔ جن سے آپ نے کافیہ تک تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ ایک طالب علم کی شان سے گولڑا شریف سے چل کر موضع بھوئی علاقہ حسن ابدال۔ ضلع کیمبل پور (اٹک) کے فاضل اجل حضرت علامہ مولانا محمد شفیع قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ڈھائی سال میں رسائل منطق قطبی تک اور نحو و اصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔ پھر گولڑا شریف

سے تقریباً ایک سو میل دور موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور (سرگودھا) کے حضرت مولانا سلطان محمود سے حصولِ علم کے لیے حاضرِ خدمت ہوتے۔

لیکن حصول علم کی تشنگی اس مردِ درویش کو پنجاب سے دُور تقریباً اندرونِ ہند تک لے گئی۔ اور آپ حضرت مولانا احمد حسن محدث کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے کے پاس پہنچ گئے۔ چونکہ مولانا کانپوری ہفتہ بعد حج پر جانے کے لیے تیاری فرما رہے تھے۔ تو قبلہ عالم وہاں سے لوٹ کر محدث کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محترم استاذ الکل حضرت مولانا لطف اللہ نور اللہ مرقدہ علی گڑھی کے درس میں داخل ہو گئے۔

علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ کی ذات گرامی شہرۂ آفاق تھی۔ آپ مفتی عنایت احمد کے شاگرد رشید تھے۔ جو مولانا بزرگ علی علیگڑھی متوفی ۱۲۶۲ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی متوفی ۱۲۶۲ھ کے شاگرد تھے۔ اور شاہ محمد اسحاق حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے نواسے اور جانشین تھے۔

علیگڑھ میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً ڈھائی سال تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت۔ بلند اخلاقی اور مثالی کردار کے باعث حضرت استاذ المکرم و دیگر اساتذہ کرام و ہم مکتبوں میں بے حد مقبولیت اور توقیر حاصل فرمائی۔

قبلہ عالم علی گڑھ سے فارغ ہو کر مزید حصولِ علم اور سندِ حدیث حاصل کرنے کے لیے سہارنپور میں مولانا احمد علی محدثؒ کے درس میں جا کر داخل ہو گئے۔ سہارنپور میں مولانا احمد علیؒ محدث فنِ حدیث کے امام

تصور کیے جاتے تھے ۔ بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علمیت اور قابلیت پر بیّن ثبوت ہیں ۔ آپ مولانا عبدالحی بحر العلوم لکھنوی اور شاہ عبدالقادر دہلوی کے شاگرد تھے ۔ ۱۲۶۱ھ مکہ شریف جاکر خاندان ولی اللّٰہی کے مشہور چشم و چراغ شاہ محمد اسحاقؒ سے سندِ حدیث حاصل کی اور شیخ الحدیث مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری سلسلۂ صابریہ کے مشہور بزرگ حاجی اِمداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے استاذ تھے ۔

قبلۂ عالم کی تحقیق علمی اور شرافت ۔ بلندیٔ کردار زہد ریاضت سے واقف ہو کر شیخ الحدیث سہارنپوریؒ نے محسوس کر لیا کہ یہ طالب علم ایک محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عشق الٰہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے ۔ اور اللہ تعالٰے اس سے علوم ظاہری و باطنی رسمیہ و وہبیہ کے ساتھ شریعت و طریقت کی خدمت بھی لینے والا ہے ۔ اِس لیے اسے زیادہ دیر تک روکنا دین کی خدمت کے منافی ہے ۔ چنانچہ ایک روز اچانک اپنے دولت کدہ پر حضرت کی دعوت کی ۔ اور پھر سندِ حدیث سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں ۔ وطن تشریف لے جائیے اور دین کی خدمت کیجیے ۔

حضرت نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم لی تھی ۔ سند مل گئی ۔ جس پر ۱۲۹۵ھ تاریخ مرقوم ہے ۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علومِ رسمیہ کی تکمیل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی تھی ۔ اس کے دو سال بعد یعنی ۱۲۹۷ھ میں شیخ الحدیث مولانا

احمد علی سہارنپوری کا انتقال ہو گیا۔

بیعت

قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم سے فارغ ہو کر تلاش مرشد میں اپنے استادِ محترم کے ساتھ شیخ العصر شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرمائی۔ شمس العارفین غوث زماں حضرت خواجہ سلیمان تونسوی سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اپنے شیخ کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ علم طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے۔ سلسلہ عالیہ قادری کا فیض اپنے آباء اجداد سے مل چکا تھا۔

نیز دوران سفر سعید مکہ معظمہ میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ العزیز شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور استفادہ کرتے رہے ہیں۔ بالآخر حاجی صاحب قبلہ نے سلسلہ چشتیہ صابریہ کا شجرہ عطا فرما کر اجازت و خلافت سے نوازا۔ حاجی صاحبؒ نے ۱۳۱۷ھ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء کو مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی اور جنت المعلٰی میں دفن ہوئے۔

حضرت گولڑوی فرماتے تھے۔ کہ عرب شریف کے قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ

نمودار ہو گا۔ جس کا سدِ باب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اُس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی علمائے عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ جیسے کہ آپ کی تصنیفات وملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اس فتنہ سے مراد قادیانیت تھی۔

عالی نسب سید حضرت گولڑوی نے جب اپنے آپ کو علوم ظاہری وباطنی سے آراستہ کر لیا۔ کئی علمائے حق اور مشائخ عظام کی دعاؤں سے دامنِ طلب بھر چکے۔ زیارت حرمین شریفین سے تمنا وصل پوری کر چکے۔ نور مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی نورانیت سے دل و نگاہ کی دنیا کو منور فرما چکے تو توکل علی اللہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے میدانِ عمل میں نکل آئے۔ خدا عزوجل کے دین برحق اسلام کی حمایت میں شب و روز ایک کر دیے۔ مسلک حق اہلِ سُنّت کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز کے سامنے سینہ تان کر ڈٹ گئے۔ چودھویں صدی کی شہرہ آفاق اور نامور شخصیت کی زندگی کو جاننے والا کون نہیں جانتا کہ حضرت گولڑوی نے حمایتِ حق میں جس ثابت قدمی سے جلالتِ چشتیہ کا مظاہرہ فرمایا۔ کہ شیطان لعین کے پروردہ راہِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے منظم گروہ عبرت ناک تباہی سے دوچار ہوئے۔ اہلِ اسلام میں انتشار وافتراق کو فروغ دینے کے لیے جو غلط طبقے وجود میں آئے۔ خواہ نیچری ہوں یا چکڑالوی۔ رافضی ہوں یا خارجی۔ بلکہ کانگرس کی ہندوانہ اور کافرانہ سیاست کے خلاف اس قدر زبردست مجاہدانہ اور مجددانہ کارنمایاں انجام دیئے کہ دلائل کے آہنی پنجے

میں بے بسی کے عالم میں دم توڑتے نظر آتے - جاننے والوں سے یہ بات کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ مرزا قادیانی کے کاذبانہ دعوائے مجددیت - مہدویت مسیحیت اور نبوت پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ آج تک مرزائیت حضرت کے نام سے لرزاں ہے - حضرت کی کتاب "شمس الہدایت" اور "سیف چشتیائی" مرزائیت کے رد میں بے مثال تصانیف ہیں -

۲۵ ، اگست ۱۹۰۰ء کی تاریخ مقرر ہوئی کہ حضرت گولڑوی اور مرزا قادیانی کے درمیان مناظرہ بمقام لاہور ہوگا - ۲۴ ، اگست کو حضرتؒ لاہور پہنچ گئے - تمام سُنّی - شیعہ - دیوبندی - اہلحدیث طبقوں نے حضرتؒ گولڑوی کو مرزا کے مقابلہ میں اپنا متفقہ نمائندہ مقرر کیا - یہ حضرت کی مرکزی اور مجددانہ شان ہے حضرت شاہ صاحبؒ لاہور پہنچ کر برکت علی ہال میں مقیم ہوئے - اور مرزا نے لاہور آنے سے انکار کر دیا - قادیانی جماعت کے بعض با اثر لاہوری مرزائیوں نے مرزا کو لاہور لانے کی بے حد تگ و دو کی مگر ناکام رہے - جب قادیانی جماعت کا آخری وفد قادیاں سے ناکام لوٹا تو اس جماعت میں انتہائی مایوسی اور انتشار پیدا ہو گیا - بے شمار لوگوں نے اسی وقت تائب ہونے کا اعلان کر دیا -

مختصراً یہ کہ تحریکِ خلافت کا دور آیا - یا ہجرت - تحریک آزادی کا زمانہ تھا - یا کانگرس کا پُر فریب نعرہ وطنیت کا شور و غل - اعلیٰ حضرت گولڑویؒ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمہ وقت ملت اسلامیہ کی رہنمائی ہمیشہ صحیح سمت کی طرف کی - حضرت والا شانؒ کی مجاہدانہ - مجددانہ - فقیرانہ زندگی کو جاننے کے لیے مہر منیر کا

مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔

سیدی شاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت کا وارث لاکھوں دلوں کو علوم شریعت و طریقت سے منور کر کے جانثارانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ سالار لاکھوں کروڑوں آنکھوں کو آبدیدہ چھوڑ کر ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء بروز سہ شنبہ لقاءِ حق کے لیے اپنے رفیقِ اعلیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اگلے دن شام تک زیارت کے بعد آنحضورؒ کو دفن فرمادیا گیا۔ تو یہ رشد و ہدایت کا آفتاب اہلِ ظاہر کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے غائب ہو گیا۔ اناللہ......

میں نے قادیانی پمفلٹ کا فوری جواب لکھنے کے لیے صرف چودھویں صدی کے دو گرامی قدر مجددین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ ورنہ برِصغیر پاک و ہند کے خواجگانِ چشتیہ۔ قادریہ۔ نقشبندیہ۔ سہروردیہ رحمہم اللہ اجمعین نے گذشتہ صدی میں اپنے اپنے مقام اور علاقہ میں تجدیدِ دین اور احیاءِ سُنّت کا قابلِ قدر کام سرانجام دیا ہے۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔



اللہ عزّوجلّ علیم و خبیر ہے۔ اللہ ہر شئے کا جاننے والا ہے

اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان و ما یکون عطا فرمایا۔ اس پر قرآن عظیم شاہد ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۙ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۙ

رحمٰن نے (اپنے محبوب کو قرآن سکھایا) پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اسکو بیان۔

مفسرین کرام نے اس آیت پاک کی تفسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ماکان و مایکون کا علم اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ نے

خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کو کامل و اکمل فرمادیا۔ اور ساتھ ہی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم پر اتمامِ نعمت فرمادیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزّوجلّ نے اپنے فضلِ عظیم سے جہاں اور بے شمار احسان فرمائے اور لاتعداد معجزات عطا فرمائے۔ وہاں اللہ علیم خبیر نے بذریعہ قرآن شریف اور دیگر ذرائع مخصوصہ سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا (یعنی جو ہوا اور جو ہوگا) تفصیلی علم عطا فرمایا۔

اس احسان کا اعلان و بیان اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب لاریب میں بیشتر مقامات پر کیا ہے۔

چند آیات پیشِ خدمت ہیں۔

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۙ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۙ

رحمٰن نے (اپنے محبوب کو) قرآن سکھایا۔ پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان۔ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور ترجمہ (اے حبیب) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ یاد کرلیں۔ ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارکہ) میں جمع کرنا۔ اور اسکو پڑھانا پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں۔ اس پڑھنے کا۔ پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا۔

مذکورہ بالا دونوں آیات بینات سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارکہ میں جمع بھی فرمایا اور اس میں تمام باریکیوں پر آپ کو مطلع فرمایا۔

اور قرآن پاک میں زمین و آسمان کے جمیع غیوب بیان فرمائے۔ ہر چیز کی تفصیل بیان فرمائی اور جو آپ نہ جانتے تھے۔ آپ کو سکھا دیا گیا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ مگر جو وحی کی جاتی ہے۔

اللہ تعالے کی طرف سے عطا علم ماکان وما یکون کا بیان خود جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واضح انداز میں فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے رب عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا۔ رب پاک نے فرمایا۔ (اے محبوب) ملائکہ مقربین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی مولا تو ہی خوب جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس مجھے اُن تمام چیزوں کا علم ہو گیا۔ جو کہ آسمان اور زمینوں میں تھیں"۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتدا سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس بھلا دیا"۔ (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر اس چیز کی خبر دے دی جو ہو چکی۔ اور جو (قیامت تک) ہونے والی تھی۔ ہم میں زیادہ علم اُسے ہے جسے زیادہ یاد رہا"۔ (مسلم شریف)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ (بلکہ) قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا۔ وہ سب بیان کر دیا۔ جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔" (مسلم شریف)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"کہ نہیں چھوڑا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنہ چلانے والے کو دُنیا کے ختم ہونے تک کہ جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی۔ مگر ہمیں اُس کا نام اور اُس کے باپ کا نام اور اُس کے قبیلے کا نام بھی بتا دِیا۔" (مشکوٰۃ شریف)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ تعالےٰ نے میرے سامنے رکھا دُنیا کو۔ میں دُنیا کی طرف اور اُس میں قیامت تک ہونے والے حوادث کی طرف یوں دیکھتا تھا۔ جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ رہا ہوں۔" (طبرانی مواہب لدنیہ)

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اُتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ اُتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ نے ہم کو جو

کچھ واقع ہو چکا ہے ۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے ۔ سب کی خبر دی ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے وہی زیادہ عالم ہے "

(صحیح مسلم شریف)

" حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نکلے ۔ اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں ۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیسی ہیں ہم نے عرض کیا ۔ نہیں یا رسول اللہ ! ہمیں بتا دیں ۔ جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی ۔ اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ ربُّ العٰلمین کی طرف سے ایک کتاب ہے ۔ اس میں بہشتیوں کے نام اور اُن کے آباؤ قبائل کے نام ہیں ۔ پھر آخر میں اُن کا مجموعہ دیا گیا ہے ۔ اُن میں نہ کبھی زیادتی ہو گی ۔ اور نہ کمی ہو گی ۔ پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ ربّ العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے ۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں ۔ پھر آخر میں مجموعہ دیا گیا ہے ۔ ان میں نہ کبھی زیادتی ہو گی اور نہ کمی ہو گی ۔ (پوری حدیث)

(ترمذی شریف ۔ مشکوٰۃ شریف ۔ کتاب الایمان باب الایمان بالقدر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔

" حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ آخر زمانہ میں فریبی جھوٹے ایسے پیدا ہوں گے کہ وہ احادیث تمہیں سنائیں جو تم نے نہ سُنی ہوں نہ تمہارے باپ دادا نے ۔ بچنا اُن سے بچانا اُن کو اپنے سے ۔ کہیں تم کو

گمراہ کر کے فتنہ میں ڈال دیں۔

میں نے چند آیاتِ قرآنی اور چند احادیثِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پیش کی ہیں کہ اہلِ ایمان جان جائیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے روزِ اوّل سے روزِ آخر تک جو ہوا ہے اور جو ہو گا تمام کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے خداداد علم ماکان وما یکون سے اپنی اُمت کو آنے والے تمام خطرات سے آگاہ فرمایا۔ تاکہ آنے والے زمانہ میں لوگ نیک و بد کی تمیز کر پائیں۔ اس لیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ عزّوجل کے عطائے علمِ غیب کو بیان کرنے میں بخیل نہیں ہیں

آنیوالے خطرات و واقعات کا انکشاف

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب ایسے فتنے اٹھیں گے کہ اُن میں بیٹھ جانے والا کھڑے رہنے والے سے فائدہ میں رہے گا۔ اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے فائدہ میں رہے گا۔ اور جو انہیں دیکھنے کے لیے بڑھے گا وہ فتنے اُسے اُنہی طرف کھینچ لیں گے پس جس کو سامنے پناہ گاہ ملے وہ فوراً اُس میں پناہ گزین ہو جائے۔

موجودہ دور کے محدثین کرام فرماتے ہیں کہ آج سے چودہ صدی قبل مخبرِ صادق صلّی اللہ علیہ وسلّم نے موجودہ دور کے جنگ میں بچاؤ اور دفاع کی تدابیر بیان فرمائی ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے قیامت سے پہلے کے آثارِ قیامت بیان

فرمائے جو کچھ ظاہر ہو چکے ہیں جو باقی ہیں ضرور ظاہر ہوں گے ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان خداوند کریم کے عطائی علم کے عین مطابق ہے ۔

۱۔ تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائینگے ۔ ایک مشرق دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں ۔ ۲ ۔ علم اٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھالیئے جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ علماء تو باقی رہیں اور ان کے دلوں سے علم محو کر دیا جائے ۔ ۳ ۔ جہل کی کثرت ہو گی ۔ ۴ ۔ زنا کی زیادتی ہو گی ۔ بے حیائی عام بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ پاس نہ ہو گا ۔ ۵ ۔ مرد کم ہوں گے عورتیں زیادہ ۔ ۶ ۔ علاوہ اس بڑے دجال کے اور تیس دجال ہوں گے وہ سب دعوائے نبوت کریں گے حالانکہ نبوت ختم ہو چکی ہے جن میں بعض گزر چکے جیسے مسیلمہ کذاب ۔ طلیحہ بن خویلد ۔ اسود عنسی ۔ سجاح عورت ۔ غلام احمد قادیانی وغیرہ شاید کچھ کذاب آئندہ بھی ہوں ۔

۷ ۔ مال کی کثرت ہو گی ۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی ۔ کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے ۔ ۸ ۔ ملک عرب میں کھیتی اور نہریں جاری ہو جائیں گی ۔

۹ ۔ دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہو گا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا ۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا ۔

۱۰ ۔ وقت میں برکت نہیں ہو گی بہت جلد جلد گزرے گا ۔ ۱۱ ۔ زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہو گا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے ۔

۱۲ ۔ علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لیے نہیں ۔ ۱۳ ۔ مرد اپنی عورت کا مطیع ہو گا ۔ ۱۴ ۔ ماں باپ کی نافرمانی عام ہو گی ۔ ۱۵ ۔ احباب سے میل جول اور

لیکن باپ سے جُدائی ۔ ۱۶۔ مساجد میں لوگ چلائیں گے ۔ ۱۷۔ گانے بجانے کی کثرت ہو گی ۔ ۱۸۔ اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے اور اُن کو بُرا کہیں گے ۔ ۱۹۔ درندے جانور آدمی سے کلام کریں گے ۔ ۲۰۔ ذلیل لوگ جنکو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں بڑے بڑے محلوں پر فخر کریں گے ۔

۲۱۔ دجال کا ظاہر ہونا جو چالیس دن میں حرمین طیبین کے سوا تمام رُوئے زمین پر گشت کرے گا ۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ۔ تو ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے ۔ کہ جو منافقین وہاں ہوں گے خوف سے شہر سے نکل کر دجال کے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے ۔ دجال کے ساتھ یہودی لشکر ہو گا ۔ دجال کی پیشانی پر ک اف ر لکھا ہو گا ۔ جس کو ہر مسلمان پڑھ سکے گا ۔ اور کافروں کو نظر نہیں آئیں گے ۔ جب دجال دُنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا ۔ اُس وقت مسیح علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے ۔ جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے ۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں گے ۔

فضائل مہدی ۔ مہدی کون؟

کچھ تفصیل پڑھ لیں ۔

اہلِ سُنّت وجماعت کے مطابق حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام اولاد سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے ہوں گے ۔ بعض اولاد سیدنا حسین علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں ۔ لیکن ابو داؤد شریف کی روایت کے مطابق سیدنا امام حسن علیہ

السلام کی اولاد پاک میں سے ہوں گے۔

احمد اور ماوردی روایت کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"مہدی میری اولاد سے ہو گا۔ لوگوں کے اختلاف اور لغزش کی حالت میں آئے گا۔ اور زمین کو عدالت سے پُر کر دے گا۔ جس طرح کہ پہلے ظلم سے پُر تھی۔ اس سے آسمان و زمین کے ساکنین راضی ہو جائیں گے۔"

ابو داؤد شریف اور ترمذی شریف کی ایک روائت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی میرا ہم نام ہو گا۔ اور اُس کے باپ میرے باپ کے ہم نام ہوں گے۔ یعنی محمد بن عبد اللہ۔ مال کی تقسیم برابر کرے گا۔ لوگوں کے دلوں کو غنا سے بھر دے گا۔"

"حاکم کی روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں ایک سخت مصیبت آئے گی۔ اس سے سخت کوئی مصیبت پہلے نہ سُنی ہو گی۔ لوگوں کے لیے کوئی جائے پناہ نہ ہو گی۔ اللہ تعالےٰ میری اولاد سے ایک شخص کو اٹھائے گا۔ اور وہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا۔ جس طرح پہلے ظلم سے بھرپور تھی۔ اُس کو آسمان و زمین میں بسنے والے دوست رکھیں گے۔ آسمان سے بہت بارشیں ہوں گی۔ زمین خوب پیداوار دے گی۔ اُس وقت کوئی فتور نہیں ہو گا۔ سات سال یا آٹھ سال یا نو سال اس طرح زمین میں رہیں گے۔

(سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۵۸۹)

طبرانی اور بزار بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں بیس سال اُن کا رہنا آیا ہے۔

"ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حق تعالےٰ میری عترت سے ایک مرد کو لائے گا۔ جس کے دانت پیوستہ اور پیشانی کشادہ ہوگی۔

سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ "مہدی کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا۔ الخ ج ۲ ص۵۸۸

طبرانی کی ایک روایت میں ہے۔

مہدی کا چہرہ ستارے کی طرح روشن ہوگا۔ رنگ عام عربی جوانوں کی طرح ہوگا۔ اور آنکھیں بنو اسحاق اسرائیلیوں کی طرح ہوں گی۔

ایک روایت میں ہے۔

"عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اور ان کی خلافت کے وقت ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور فلسطینی علاقہ میں دجال کے قتل میں تعاون فرمائیں گے۔ واللہ اعلم صحیح بخاری و مسلم ابوداؤد اور ترمذی میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے۔

امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اگر زمانے میں سے صرف ایک ہی دن باقی رہ جاتے تو بھی اللہ تعالےٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی بھیجے گا کہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جیسا کہ پہلے وہ ظلم سے بھری ہوگی (ابوداؤد)

ابو اسحاق نے کہا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام

سیدرکھا ہے ۔ اس کی نسل سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا۔ اس کے اخلاق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے ہوں گے ۔ اور صورت ان جیسی نہ ہوگی ۔ پھر قصہ بیان فرمایا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا ۔ (ابوداود)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یقیناً میری اولاد میں سے قیامت کے قریب جب کہ مومنوں کے دل مرجائیں گے ۔ جیسا کہ جسم مرجاتے ہیں۔ جب کہ ان کو تکلیف اور شدت اور بھوک اور قتل اور متواتر فتنوں اور بڑی بڑی جنگوں کی ایذا پہنچے گی ۔ ایک آدمی پیدا ہوگا ۔ اس دور میں سنتیں مرجائیں گی۔ بدعات زندہ کی جائیں گی ۔ بھلائی کا حکم دنیا سے متروک ہوجائے گا ۔ اور برائی سے روکنا ختم ہوجائیگا تو اللہ تعالے مہدی محمد بن عبداللہ کے ذریعے ان سنتوں کو زندہ کرے گا ۔ جو مرچکی ہوں گی ۔ اور اس کے عدل اور اس کی برکت سے مومنوں کے دل خوش ہوں گے ۔ اور اس کے ساتھ عجم کی ایک جماعت اور عرب کے قبائل شامل ہوجائیں گے ۔ وہ کچھ سال تک اسی طرح حکومت کرے گا ۔ جو زیادہ نہیں ہوں گے ۔ دس سال سے کم ہوں گے ۔ پھر وہ فوت ہوجائے گا ۔ (کنزالعمال)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مہدی کی جائے پیدائش مدینہ طیبہ ہوگی۔ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت سے ہوگا ۔ اسکا نام ہمارے نبی کا نام ہوگا۔ اُسکی ہجرت گاہ بیت المقدس ہوگی۔ اس کی داڑھی بھاری ہوگی ۔ آنکھیں سرمگیں ہونگی۔ دانت چمکیلے ہونگے۔ اُس کے چہرہ پر خال ہوگا ۔ اس کے کندھوں کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی علامت ہوگی ۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لے کر نکلے گا ۔ جو کہ سیاہ رنگ کی دھاری دار چار خانیہ چادر سے بنایا گیا تھا ۔ اس جھنڈے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں کھولا اور

اور مہدی کے نکلنے کے کھولا جائے گا۔ اللہ تعالٰی اس کو تین ہزار فرشتوں سے مدد دے گا جو اُن کے مخالفوں کو مونہوں اور پیٹھوں پر ماریں گے۔ جب وہ مبعوث ہونگے تو اُن کی عمر اُسوقت تیس اور چالیس سال کے درمیان ہوگی (ابونعیم کنز العمال)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب سفیانی مہدی کیطرف لڑائی کیلیے لشکر بھیجے گا تو وہ لشکر بیداء کے مقام پر زمین میں دھنس جائیگا اور یہ بات شام والوں کو پہنچے گی تو ان کا طلایہ گردستہ کہے گا کہ مہدی کا ظہور ہو گیا۔ اُسکی بیعت کر اور اُسکی اطاعت میں داخل ہو ورنہ ہم تجھے قتل کر دینگے۔ چنانچہ وہ مہدی کی طرف بیعت کا پیغام بھیجیگا۔ اور مہدی چلتے چلتے بیت المقدس پہنچے گا۔ اسکی طرف خزانے منتقل ہونگے اور عرب و عجم اور اور اہل حرب اور رومی اور ان کے علاوہ دوسرے بھی بغیر جنگ کے اسکی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ اور اس سے آگے مسجدیں تعمیر کی جائیں گی۔ اور اس سے پہلے اُس کے اہل بیت ہی سے مشرق میں ایک آدمی نکلے گا۔ وہ آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر تلوار اٹھائے رکھے گا۔ وہ قتل کریگا۔ اور مُثلہ کرے گا۔ اور بیت المقدس کیطرف رُخ کریگا۔ اور وہاں تک پہنچنے سے پہلے پہلے فوت ہو جائیگا (کنز العمال)

"جناب ہلال بن عمرو نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماوراء النہر کے علاقہ سے ایک آدمی نکلے گا۔ اسے حارث حراث کہا جائیگا۔ اُس کے مقدمہ پر ایک آدمی ہو گا جسے منصور کہا جائیگا۔ وہ آل محمد کے لیے اسطرح میدان ہموار کریگا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قریش نے میدان ہموار کیا تھا۔ ہر مومن پر فرض ہے اس کی مدد کرنی۔ (ابوداؤد)

سیدنا ابوجعفر محمد بن علی علیہما السلام نے کہا کہ ہمارے مہدی کی دو علامتیں ہیں جو زمین

و آسمان کی پیدائش سے لیکر کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور نصف رمضان میں سورج کو گرہن لگیگا۔ اور اسطرح کا گرہن جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوا۔ (دار قطنی)

سنن ترمذی اور ابو داؤد میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا فنا نہ ہوگی یہانتک کہ حاکم ہو زمین عرب کا ایک شخص میرے اہل بیت سے جسکا نام میرے نام پر ہوگا اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دیگا۔ یہانتک کہ میرا فرمان پورا ہو میرے اہلبیت کا ایک شخص اللہ تعالیٰ اٹھائیگا جسکا نام میرے نام کیمطابق ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کیمطابق ہوگا۔ (یعنی محمد بن عبد اللہ) والدہ کا نام آمنہ اور جائے پیدائش مدینہ طیبہ یا قریب آبادی وہ تمام زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جسطرح اس سے پہلے ظلم و ستم سے پر ہو گی۔ مہدی کی خصلت اور سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصلت کیمطابق ہوگی۔ اور انکی شکل و صورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت سے مشابہ ہوگی۔ بات کرتے ہوئے اڑک کر بولے گا۔ اور ران پر ہاتھ مارے گا۔

ظہور مہدی علیہ السلام

سنن ابو داؤد میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت فرمائی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بادشاہ اسلام کی وفات کے وقت لوگوں میں پھوٹ پڑ جائیگی۔ اسوقت مدینہ کا ایک شخص (یعنی امام مہدی) مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کیطرف بھاگے گا پھر مکہ کے کچھ لوگ آکر ان سے خلافت قبول کرنیکی درخواست کرکے انکو باہر نکالیں گے۔ اور آپ بادشاہی سے نفرت اور کراہت کرتے ہونگے پس وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کرینگے۔

اور غیب سے آواز آئے گی جو حاضرین سنیں گے۔

ھذا خلیفۃ اللہ المھدیُ فاسمعوا لہ واَطِیعُوا۔ یہی خلیفۃ اللہ مہدی ہیں اسے پہچانو اسکی سنو اور اطاعت کرو۔ پس پھر اصحاب کہف اور حاضرین اولیاء اور شامی ابدال آپ کی بیعت میں شامل ہو جائیں گے۔

صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت سیدہ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کریگا۔ جب ایک فراخ میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب اوّل اور آخر زمین میں دھنسا دیئے جائینگے۔ میں نے عرض کیا یا حضرت سارے کے سارے کیونکر دھنسائے جائیں گے۔ حالانکہ بعض ان میں بازاری ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اسوقت تو سارے کے سارے دھنسا دیئے جائیں گے پھر اُن کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہو گا۔ یہ لشکر جو زمین میں غرق ہو گا۔ وہ مقام بیدا ہے میں مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔ جب لوگ یہ واقعہ دیکھیں اور سنیں گے تو اُن کے پاس شام کے ابدال اور عراق کے لوگ جماعتیں جماعتیں ہو کر آئیں گے۔ اور ان سے بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہو گا یعنی سفیانی جس کے ماموں قبیلہ بنو کلب سے ہوں گے۔ تو امام مہدی کی طرف لشکر بھیجے گا۔ تو امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہی اُن پر غالب آجاویں گے اور یہ لشکر بنو کلب کا ہو گا اور امام مہدی لوگوں کو سُنّتِ نبویؐ کے مطابق عمل کرائیں گے۔ اور اسلام زمین میں اطمینان کے ساتھ قرار پکڑے گا اور امام مہدی اس حالت میں سات سال تک رہیں گے پھر وفات پائیں گے۔ اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

جب مدینہ طیبہ تک یہ خبر پہنچے گی تو مدینہ شریف کے لوگ مکہ مکرمہ میں خلیفۃ اللہ

اور سب اپنے گھروں کو دوڑ پڑیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام جاسوسی اور تلاش دجال کے لیے دس سوار روانہ فرمادیں گے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ان سواروں کے نام اور اُن کے باپوں کے نام ان کے قبائل کے نام جانتا ہوں۔ اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ اور سوار روئے زمین اچھے سواروں میں سے ہوں گے۔

بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قبل اس کے کہ دجال دمشق پہنچے۔ امام مہدی علیہ السلام وہاں پہنچ کر جنگ کی تیاری کر چکے ہونگے۔ اسی اثناء میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو آسمان سے بھیجے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر آسمان سے اتریں گے۔ زرد رنگ کا زعفرانی جوڑا پہنے ہوں گے۔ فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اتریں گے۔ جب سر کو نیچا کریں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب اونچا کریں گے تو موتیوں کے دانوں کی طرح پسینہ کے قطرے گریں گے۔ تو کافر اُن کے سانس کی بو پا کر مر جائیں گے اور اُن کا سانس وہاں تک پہنچتا ہے۔ جہاں تک اُن کی نگاہ پہنچتی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہم السلام تم میں نزول فرمائیں گے۔ اِس شریعت کے مطابق حکم کریں

گے۔ اور انصاف کریں گے۔ چنانچہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کو موقوف کردیں گے۔ اور مال کو بہادیں گے۔ حتیٰ کہ قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں سابقہ حدیث سے اتنا زیادہ ہے کہ لوگ جوان اونٹوں کو چھوڑ دیں گے تو پھر کوئی ان سے باربرداری کام نہ لے گا۔ اور لوگوں کے دلوں سے بغض۔ عداوت اور حسد ختم ہوجائے گا۔ اور مال دینے کے لیے بلائیں گے تو کوئی مال قبول نہ کریں گے۔

مسلم شریف کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب عیسٰی ابن مریم تمہارے اندر اتریں گے۔ اور تمہارا امام تم سے ہوگا۔ اور پھر تم ہی میں ہوکر تمہاری امامت فرمائیں گے۔ عیسٰی علیہ السلام تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنت کے مطابق تمہاری امامت فرمائیں گے۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرمارہے تھے ہمیشہ میری اُمت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا۔ اور وہ قیامت تک غالب رہے گا۔ پھر عیسٰی علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اور اُس گروہ کا امام (مہدی علیہ السلام) کہے گا۔ آئیے نماز پڑھائیے حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام اس اُمت کے اعزاز اور بزرگی جو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی ہے۔

فرمادیں گے ۔ نہیں تم ہی میں سے بعض بعض پر حاکم اور امیر ہوں گے ۔

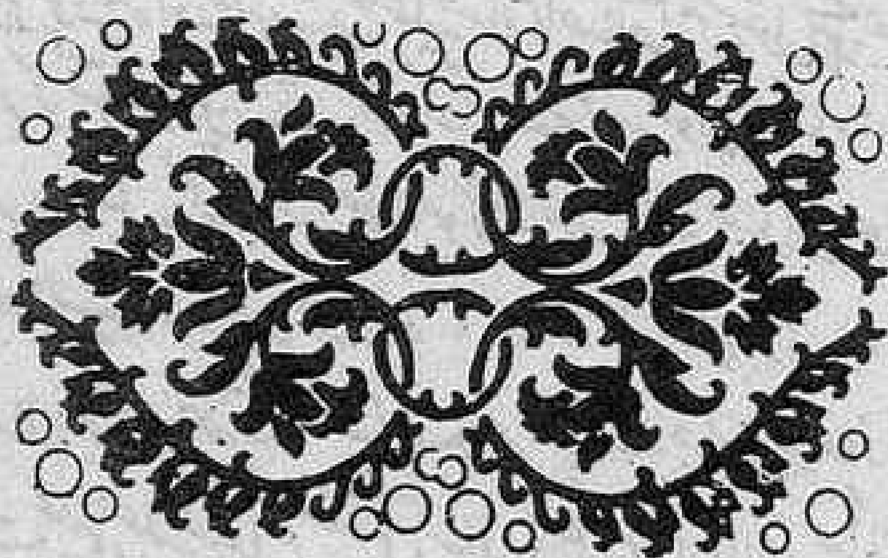
حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ سے نزول فرمائیں گے ۔ نماز کے لیے اقامت ہوچکی ہوگی ۔ عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے ۔ پھر لشکرِ اسلام، لشکرِ دجال پر حملہ کرے گا ۔ گھمسان کا معرکہ ہوگا ۔ اس وقت دمِ عیسیٰ علیہ السلام کی یہ صفت خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی ۔ وہاں تک آپ کا سانس بھی پہنچے گا ۔ اور جس کافر تک وہ پہنچے گا وہ ہلاک ہوجائیگا ۔ اور دجال بھاگ جائیگا مگر مسیح علیہ السلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لد کے دروازے میں جالیں گے ۔ اور نیزہ سے اس کا کام تمام کردیں گے ۔ لشکرِ اسلام، لشکرِ دجال کے قتل و غارت میں مشغول ہوجائے گا ۔ لشکرِ دجال میں جو یہودی ہوں گے انکو کوئی چیز پناہ نہ دے گی ۔ یہاں تک رات کے وقت اگر کوئی یہودی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو وہ پتھر یا درخت بول اٹھے گا کہ یہاں یہودی ہے ۔ اس کو قتل کردو ۔ دجال کے فتنہ کے رفع ہونیکے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اصلاحات میں مشغول ہونگے صلیب کو توڑیں گے ۔ خنزیر کو قتل کردیں گے ۔ اور کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا ۔ سوائے قبولِ اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا ۔ سب کافر مسلمان ہوجائیں گے ۔

امام مہدی علیہ السلام کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہوگی ۔ اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تنتیس ۳۳ سال کی عمر میں آسمان سے اُتریں گے ۔ نکاح کریں گے ۔ اولاد ہوگی ۔ وصال فرمائیں گے ۔ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام

روضۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوں گے۔

امام جعفر صادق اپنے باپ حضرت محمد باقر سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ علی زین العابدین سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خوش ہو جاؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مثال ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کا اخیر بہتر ہے یا شروع۔ یا اُس باغ کی طرح ہے کہ جس سے ایک سال ایک فوج نے کھایا۔ پھر دوسرے سال ایک اور فوج نے کھایا۔ شاید اس کی آخری فوج عرض میں زیادہ عریض ہو۔ اور عمق میں زیادہ عمیق ہو۔ اور حسن میں زیادہ اچھی ہو۔ وہ اُمت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں اور درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ لیکن اس کے درمیان ٹیڑھے ایلچی ہوں گے۔ نہ اُن کا مجھ سے تعلق اور نہ میرا اُن سے۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین ہ
وخاتم النبیین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین ہ

تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لیے ہیں جس کا فرمان قولِ فیصل ہے۔
جس کی تائید کی تردید کفر اور جس کی تردید کی تائید کفر ہے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت پر چند دلائل

سورہ بقرہ کی آیات پاک ۴ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ہ ترجمہ:- اور وہ جو ایمان لائے ہیں اُس پر (اے حبیب) جو اتارا گیا ہے آپ پر اور اتارا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی بیّن دلیل ہے کیونکہ وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے۔ اگر سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور پھر اس پر ایمان لانے کا حکم بھی ہوتا۔

سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے ۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں ۔ یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں ۔ جب مولا کریم جو بکلِ شئیٍ علیم ہے نے یہ فرمایا کہ محمد مصطفےٰ علیہ السلام نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس نے کسی کو نبی مانا ۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا ۔ اس لیے اہل ایمان کا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرور دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں ۔ حضور کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا ۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے دعوےٰ کو تسلیم کرتا ہے ۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اس سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مُرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے ۔

حدیث پاک سے ختم نبوۃ کا ثبوت

بخاری شریف کتاب المناقب باب خاتم النبیین

ترجمہ: حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی ۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے

لوگ اُس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اُسکی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اِس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی - تو وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبیین ہوں -

۲- مسلم شریف - ترمذی شریف - ابن ماجہ شریف -

ترجمہ :- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی - ۱- مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا - ۲- رُعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی - ۳- میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا - ۴- میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا - اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی - ۵- مجھے تمام مخلوق کیلئے رسول بنایا گیا - ۶- میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے - کہ

ترجمہ :- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا - اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئیگا اور نہ کوئی نبی آئے گا -

ابن ماجہ شریف - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو - اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو - وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا - یعنی حضور آخری نبی اور آپکی امت آخری امت -

امام ترمذی نے کتاب مناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے -

امام بخاری اور اور امام مسلم نے فضائلِ صحابہؓ کے عنوان کے تحت یہ ارشادِ نبوی نقل کیا ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی ۔مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔

ابو داؤد کتاب الفتن میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے ۔ جن میں سے ہر ایک یہ دعوٰے کریگا ۔ کہ وہ نبی ہے ۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔

فائدہ :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جسکی تصریح قرآن وسنت نے کی ہے ۔ جس پر اُمت کا اجماع ہے ۔ پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا ۔ وہ کافر ہو جائے گا ۔ وہ کذاب ہے ۔ دجال ہے ۔ گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنیوالا ہے ۔

اگرچہ بدقسمتی سے اُمتِ اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے ۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا ۔ اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا ۔ چنانچہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اُس کو مرتد قرار دے دیا گیا ۔ صحیح اسلامی سیاسی قوت نے اور نہ دینی عقل ودانش نے کبھی بھی نبوت کے کذاب دعویداروں سے کسی مصلحت کے تحت کوئی سمجھوتہ

کیا۔ بلکہ ہر لحاظ سے اُن کے خِلاف جہاد روا رکھا۔ بلکہ فرض سمجھا۔ حدیث و تاریخ سے ثابت ہے کہ مسیلمہ کذّاب خود دعویٰ نبوت کے باوجود حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی اللہ کا رسول سمجھتا تھا۔ بلکہ طبری کی روایت کے مطابق اپنی اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط بھی کہتا تھا۔ اس کے باوجود سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اُس کو واصلِ جہنم کر کے دم لیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں تابعین حفّاظ اور جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے تھے۔ لیکن صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دیکر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ اور کمال یہ ہے کہ دورِ صدیقی کے تمام صحابہ و تابعین اس عظیم فتنے کو ختم کرنے پر متفق ہیں۔

تصویر کا پہلا رُخ

اور مدّعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری والا معاملہ ہے کہ مرزا غلام احمد دعوائے نبوت سے قبل تقریباً ۱۹۰۱ئہ تک اسی عقیدہ ختمِ نبوّت میں امت اسلامیہ کا ہم نوا ہے۔ چند حوالہ جات کو پڑھیے۔ جو مرزا قادیانی کے ۱۹۰۱ئہ سے پہلے کی خود تحریر کردہ ہیں۔

۱۔ کیا ایسا مفتری بدبخت جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کو خدا کا کلام یقین

کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہوں۔ (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ مصنف مرزا قادیانی)

۲۔ میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب الحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمان ہوں۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۶)

۳۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات کا اور نہ ملائکہ اور لیلۃ القدر سے منکر اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی مدعیِ نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

(تبلیغ رسالت ج دوم ص ۲۲ اشتہار مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

۴۔ مجھے کب جائز ہے کہ میں دعوائے نبوت کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور کافروں سے مل جاؤں۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۹۶)

۵۔ میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سلف کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن و حدیث کی رُو سے مسلّم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعیِ نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحیِ رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ میری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔ (اشتہاری اعلان ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء تبلیغ رسالت جلد دوم)

۶۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب

بجز قرآن کے نہیں رکھتا ۔ اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں ۔ جو خاتم النبیین ہیں ۔ جن پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں ۔ اور اُن کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے ۔ گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ، جو چشمہ حق و معرفت ہے کی پیروی کرتا ہوں ۔ اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں ۔ جو کہ اُس خیر القرون میں با اجماع صحابہؓ صحیح قرار پائی ہیں ۔ نہ اُن پر کوئی زیادتی کرتا نہ کمی ۔ اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہونگا ۔ اور اسی پر خاتمہ اور انجام ہو گا ۔ اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجتماعی عقیدے کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو ۔

(مکتوب عربی بنام مشائخ ہند)

۷ ۔ ہم مدعی نبوت (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد) پر لعنت بھیجتے ہیں ۔ وحی نبوت کے ہم قائل نہیں ہیں ۔ (تبلیغ رسالت جلد دوم)

۸ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی کافر خبیث ہے ۔ (انجام آتھم ص۲۷)

۹ ۔ میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں ۔ (فیصلہ آسمانی ص۳)

۱۰ ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثنا کے خاتم النبیین نام رکھا ہے ۔ اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لیے اُس کی تفسیر اپنے قول " لَا نَبِیَّ بَعْدِی "

میں واضح طور پر فرما دی ہے۔ اب اگر ہم اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اُس کا کھلنا جائز قرار دے دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے درآنحالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالے نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۳۴)

تصویر کا دُوسرا رُخ۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوّت

۱۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔ کہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دینِ حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا ہے۔

(اربعین ص ۶ س ج دوم)۔

۲۔ وحی الہٰی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

۳۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت۔ انجیل اور قرآن پر۔ (کتاب اربعین)

۴۔ خدا کا کلام اِس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزوں سے کم نہیں ہوگا۔ (حقیقت الوحی)

۵۔ منم مسیحِ زمانی منم کلیمِ خُدا ٭ منم محمد احمد کہ مجتبیٰ باشد

۶۔ میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالےٰ نے یہ میرے نام رکھے ہیں۔ تو میں کیوں کر رد کر

دوں۔ یا کیوں کر اُس کے سوا کسی سے ڈروں۔

(ایک غلطی کا ازالہ نومبر ۱۹۰۱ء)

۷۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیاں میں رسول بھیجا۔ (دافع البلاء)

۸۔ خدا نے ہزارہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے جن کی یہ تائید کی گئی اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

(تتمہ حقیقت الوحی ۱۹۰۱ء)

۹۔ یعنی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔ (ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۵)

۱۰۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالٰے نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مُہر نہیں ٹوٹ گئی۔ (ضمیمہ حقیقت النبوت)



قادیانیوں کے لغویات اپنے مخالفین کے متعلق

۱۔ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مکتوب مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم کتاب الذکر الحکیم [illegible])

۲۔ اے مرزا جو پیروی نہ کرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

(رسالہ معیار الاخیار الہام مرزا)

۳۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

۴۔ کل مسلمانوں نے میری دعوت قبول کی مگر کنجریوں کی اولاد جنکے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی مجھے نہیں مانتے۔

(آئینہ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص ۵۴۷)

نوٹ:۔ مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا فضل احمد مرزا کا منکر تھا اور مرزا کو نہیں مانتا تھا۔ اس لیے اس کا جنازہ مرزائیوں نے نہیں پڑھا۔

۵۔ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں یہ میرے عقائد ہیں۔

(آئینہ صداقت مرزا محمود ص ۳۵)

۶۔ حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں

گونجتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارے اختلافات صرف وفاتِ مسیح یا چند اور مسائل پر ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم قرآن۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں اُن سے اختلاف ہے۔

(مرزا محمود احمد الفضل ۳ جولائی ۱۹۳۱ء)

۷۔ غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لیے دعاءِ مغفرت جائز نہیں۔ (روشن علی محمد سرور قادیان الفضل ۷ فروری ۱۹۲۱ء)

۸۔ وہ مرزا غلام احمد کو ایسا ہی نبی مانتا ہے۔ جیسا کہ حضرت محمد علیہ السلام نبی تھے۔ اس لیے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کے لیے دعائے استغفار جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

۹۔ جسطرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔ اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

۱۰۔ مَیں اپنے مخالفوں کو فتح مکہ کا واقعہ یاد دلانا چاہتا ہُوں اور یہ کہنا چاہتا ہُوں کہ تمہاری حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے مار سکتی ہے۔ مگر میرے عقائد کو دبا نہیں سکتی لیکن میرا عقیدہ فتح پانے والا اور بالکل وہی ہے، جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ابوجہل کے حامیوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا واقعہ یاد دلاتے

ہوئے کہا کہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ مجرموں کی حیثیت میں ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔

(روزنامہ آفاق ۳۰، دسمبر ۱۹۵۱ء)

فرنگی سکھ ہندو اور مرزائیت

۱۸۵۷ء کی تحریکِ آزادی کی ناکامی کے بعد سرزمینِ ہند پر انگریزوں کا تسلط تو ہو گیا۔ لیکن وہ مسلمانوں سے خائف رہے اور انہوں نے اپنے راج کے استحکام کا راز اس امر میں مضمر سمجھا کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے مفلوج اور بے دست و پا کر دیا جائے۔ انگریزوں کے نزدیک سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں میں جہاد کا دینی جذبہ تھا۔ یہ جذبہ جب بیدار ہوتا ہے تو مسلمان موت سے کھیلنے لگتا ہے۔ طویل سوچ بچار کے بعد فرنگی اصول کے مطابق (divide and rule) پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ یعنی ملتِ اسلامیہ کی وحدت میں شگاف ڈالا جائے۔ تجویز ہوا کہ کسی شخص سے محمد کا حواری نبی ہونے کا دعوے کرایا جائے۔ حکومت اس کی سرپرستی کرے۔ فیصلے کے تحت ایک بزرگ خواجہ احمد صاحب کو لدھیانہ میں مہاراجہ پٹیالہ جے سنگھ نے انگریزوں کی طرف سے پیش کش کی تھی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں ایمان نہیں بیچ سکتا۔ اس امر کا تذکرہ مرزا غلام احمد کی موجودگی میں ہوا۔ مرزا صاحب نے مہاراجہ سے مل کر ایمان کا سودا کر لیا۔ شاید مہاراجہ پٹیالہ کے احسان کا شکریہ کچھ اس طرح ادا کیا کہ مرزا نے اپنا ایک الہامی نام

امین الملک جے سنگھ بہادر بنایا۔ کیونکہ اس سکھ دلال کے ذریعہ مرزا خداوند فرنگی تک پہنچا۔ پس بیعت بھی لدھیانہ سے شروع ہوئی۔ اور مسیح ہونے کا اعلان بھی لدھیانہ سے ہوا تھا۔ مہاراجہ پٹیالہ نے انگریزوں کو نبی فراہم کیا۔ تو مہاراجہ کشمیر نے اس کذاب کا معاون اور جعل سازی کو چلانے والا دماغ حکیم نورالدین انگریزوں کو بخشا۔ جو مہاراجہ کشمیر کا معالج خصوصی تھا۔

اس لیے تو مرزا قادیانی کو اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی طباعت کے لیے ابتدا میں رقم ریاست پٹیالہ سے ملی تھی۔ جس کا اعتراف مرزا قادیانی نے خود اپنی تصنیف حقیقت الوحی صفحہ ۳۵۰ پر یوں کیا ہے کہ:

جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لیے روپیہ نہ تھا۔ اور میں ایک گمنام آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ تو یہ الہام ہوا کہ کھجور کے تنا کو ہلا۔ تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔ چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل کیا۔ اور خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ ان کو میری طرف مائل کر دیا۔ اور انہوں نے بلا توقف ڈھائی سو روپیہ بھیج دیا اور پھر دوسری دفعہ ڈھائی سو روپیہ دیا۔

قادیانیوں سے ہندوؤں کی توقعات

اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں کو ایک ہی امید کی جو شمع دکھائی دیتی ہے۔ اور احمدی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے۔ اور آخر میں محب ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کرسکتی ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شنکرداس اخبار بندے ماترم ۲۲۔اپریل ۱۹۳۲ء)